

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إِلَيْهَا يَصْعَدُ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (فَطْلَانِ ۱۰)
(اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے)

فارسی

قصیدہ مبارکہ در مدح

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمہ

مرشدِ طریقت

فقیر الہند حضرت مفتی محمد سواد شاہ علیہ الرحمہ

شاہی امام و خطیب مسجد فتحپوری دہلی

قصیدہ نگار

مولانا نور احمد تخت ہزاری علیہ الرحمہ

مترجم

ڈاکٹر اقبال احمد اختر قادری مجددی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء

امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلِیَّ یَصْعَدُ الْكَلِمَةُ الطَّیْبَةُ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُنَا (فصل ۱۰)
اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے

فارسی

قصیدہ مبارکہ در مدح

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمہ

مرشد طریقت

فقیہ الہند حضرت مفتی محمد عود شاہ علیہ الرحمہ

شاہی امام و خطیب مسجد فتحپوری دہلی

قصیدہ نگار

مولانا نور احمد نخت ہزاری

مرتب و مترجم

ڈاکٹر اقبال احمد اختر قادری

امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

جملہ حقوق طباعت بحق ناشر و مترجم محفوظ ہیں

نام..... فارسی قصیدہ درمدح
 سید امام علی شاہ مکان شریفی
 قصیدہ نگار..... مولانا نور احمد تخت ہزاری
 مرتب و مترجم..... ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
 تقدیم..... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
 طباعت..... اول
 اشاعت..... ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء
 طابع..... جاوید اقبال مظہری
 مطبع..... برکت پریس، کراچی
 ناشر..... امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، کراچی
 ہدیہ.....

ملنے کے پتے

- ۱- ادارہ مسعودیہ ۶/۲، ای ناظم آباد، کراچی۔ فون۔ ۶۶۱۴۷۴۷
- ۲- ضیاء الاسلام پبلی کیشنز۔ ضیاء منزل (شوگن مینشن)
- آف محمد بن قاسم روڈ، کراچی ۳۹۷۳۹-۲۲۱۳۸۱۹
- ۳- فرید بک اسٹال: ۳۸۔ اردو بازار، لاہور۔ فون۔ ۷۳۱۲۱۷۳
- ۴- ضیاء القرآن: ۴۔ انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی فون: ۲۲۱۰۲۱۲-۲۶۳۰۳۱۱
- ۵- مکتبہ غوثیہ: پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر
 فون۔ ۴۹۱۰۵۸۴-۴۹۲۶۱۱۰
- ۶- مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم: کڈہالہ (مجاہد آباد) براستہ گجرات، آزاد کشمیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

عرضِ اقبال



ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کے کتب خانے میں ”آیات القیومیہ“ کا قلمی نسخہ دیکھنے کی سعادت ملی جو کہ عارف کامل حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمۃ اُن کے فرزند و جانشین حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمۃ اور اُن کے مشائخ و خلفاء کی سوانح کا ایک اہم ماخذ ہے..... یہ قلمی نسخہ فارسی میں ہے اور بڑے سائز کے ۳۱۹ صفحات پر مشتمل ہے کچھ صفحات غائب ہیں کیونکہ اس قلمی نسخے کے مجموعی صفحات ۵۱۰ تھے..... یہ کتاب ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء کی تصنیف ہے جسے حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مولانا احمد علی دھرم کوٹی علیہ الرحمۃ نے ۳۲ برس تک اُن کی صحبت میں رہنے کے بعد قلم بند فرمایا..... حضرت مسعود ملت ”ماہ و انجم“ کے صفحہ ۷۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

”مولانا موصوف بقول خود حضرت امام علی شاہ کے دامن سے ۳۲ رسال و ابستہ رہے یعنی ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۴ء سے ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء تک..... جب سوانح لکھنے والے نے صاحب سوانح کی صحبت میں ۳۲ رسال گزارے ہوں اور وہ عالم و عارف بھی ہوتو کوئی وجہ نہیں جو اس کی نگارشات کو مستند نہ سمجھا جائے“.....

”آیات القیومیہ“ کی تحریر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف عالم و فاضل اور عارف کامل تھے، اُن کے ایک معاصر تذکرہ نگار میرزا محمد ظفر اللہ خان نے اپنی ایک تالیف میں اُن کو ان القابات سے یاد کیا ہے:

”واقف معقول و منقول، مبدع علم معانی، خسر و اقلیم خوش بیانی، آفتاب ہدایت، خورشید افادیت، مسند نشین بزم سخنوری، رشک افزائے خاقانی و انودی“.....

(محمد ظفر اللہ خان، شجرۃ انساب پیران طریقہ نقشبندیہ مجددیہ (خاندان جناب سید امام علی شاہ) مطبوعہ مطبع آئینہ سکندری ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء ص ۵، بحوالہ ماہ و انجم، ص ۷۔)

حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ بھی آپ کی علمی فضیلت کے معترف اور مقام عرفان سے آگاہ تھے چنانچہ ۱۲۸۲ھ میں جو خلافت نامہ آپ کے نام تحریر فرمایا اس کے آغاز میں حمد و صلوة کے بعد آپ کا نام اس طرح تحریر فرمایا:-

”شمودہ می آید کہ ہر گاہ صفوت پناہ فضیلت دستگاہ حقائق و معارف آگاہ میر احمد علی حسینی مشہدی عاملہ اللہ تعالیٰ بلطفہ الخلی و کرمہ الخلی“.....

(سیدنا امام علی شاہ مکان شریفی، مکتوبات قطب ربانی فارسی مرتبہ سید محمد فضل نعیم) مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء، ص ۱۲۳)

الغرض ”آیات القیومیہ“ حضرت سید امام علی شاہ اور آپ کے اسلاف و اخلاف کے حالات پر ایک مستند ترین ماخذ ہے..... اس میں مقدمہ کے علاوہ درج ذیل آٹھ ابواب ہیں.....

۱..... در بیان حکمت بعثت و ارسال انبیاء و رسل

۲..... در بیان شرافت مقام ولایت و ذکر درجات

۳..... در استقامت دولت و نعمت و ولایت تا قیام قیامت

۴..... در بیان ارادت آوردن و بیعت کردن بہ مشائخ از زمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا ہذا

۵..... در اثبات علم باطن

۶..... در ذکر خواجگان نقشبندیہ مجددیہ من اولہا الی آخرہا

۷..... در ذکر آباؤ اجداد حضرت خواجہ، تاریخ ولادت۔۔۔۔۔

۸..... در ذکر خلفاء کبار و اصحاب نامدار

اس کے علاوہ بعض مشائخ کا نعتیہ، مدحیہ اور غزلیہ کلام بھی شامل ہے۔

ان ابواب کی تفصیلات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب ”آیات القیومیہ“ ایک مبسوط کتاب ہے..... سر دست ہم اس میں شامل ایک قصیدہ مبارکہ اور اس کا اردو ترجمہ پیش

کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو مولانا نور احمد تحت ہزاری علیہ الرحمۃ نے اپنے مرشد حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کی مدح میں تحریر کیا تھا، یہ قصیدہ ”آیات القیومیہ“ کے قلمی نسخے کے صفحہ ۳۷۴ سے ۳۷۶ تک پھیلا ہوا ہے جو کہ ۸۹ اشعار پر مشتمل ہے.....

قصیدے سے قبل حضرت سید امام علی شاہ اور مولانا نور احمد تحت ہزاری کے منتخب

حالات بھی پیش کیے جا رہے ہیں جو کہ ”آیات القیومیہ“ ہی سے ماخوذ ہیں.....

”آیات القیومیہ“ آج سے تقریباً ڈیڑھ سو برس قبل فارسی میں تحریر کی گئی اور اس میں اس وقت کی تمام خوبیاں جو اہل ادب میں مزوج تھیں، جلوہ فگن ہیں، قافیہ بندی سے سنج و مرصع عبارتیں اور قدیم فارسی کی ادبی چاشنی بدرجہ اتم موجود ہے ایسی عبارتوں اور اشعار کا ترجمہ محال ہے تاہم فقیر نے سہل انداز میں مفہوم کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے.....

اس عظیم کام میں حضرت مسعود ملت مدظلہ کا علمی و روحانی فیضان برابر شامل حال رہا،

مولائے کریم حضرت صاحب کاسایہ تادیر ہم بے علم ذہن حضرات پر قائم رکھے.....
خانہ فرہنگ ایران کے نذیر احمد بلتستانی اور محترمہ فوزیہ امام نے نظر ثانی فرمائی، فقیر ان
کا مشکور ہے،

اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سی کوشش کو قبول فرمائے اور علم و ادب کے ذریعے مزید
خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

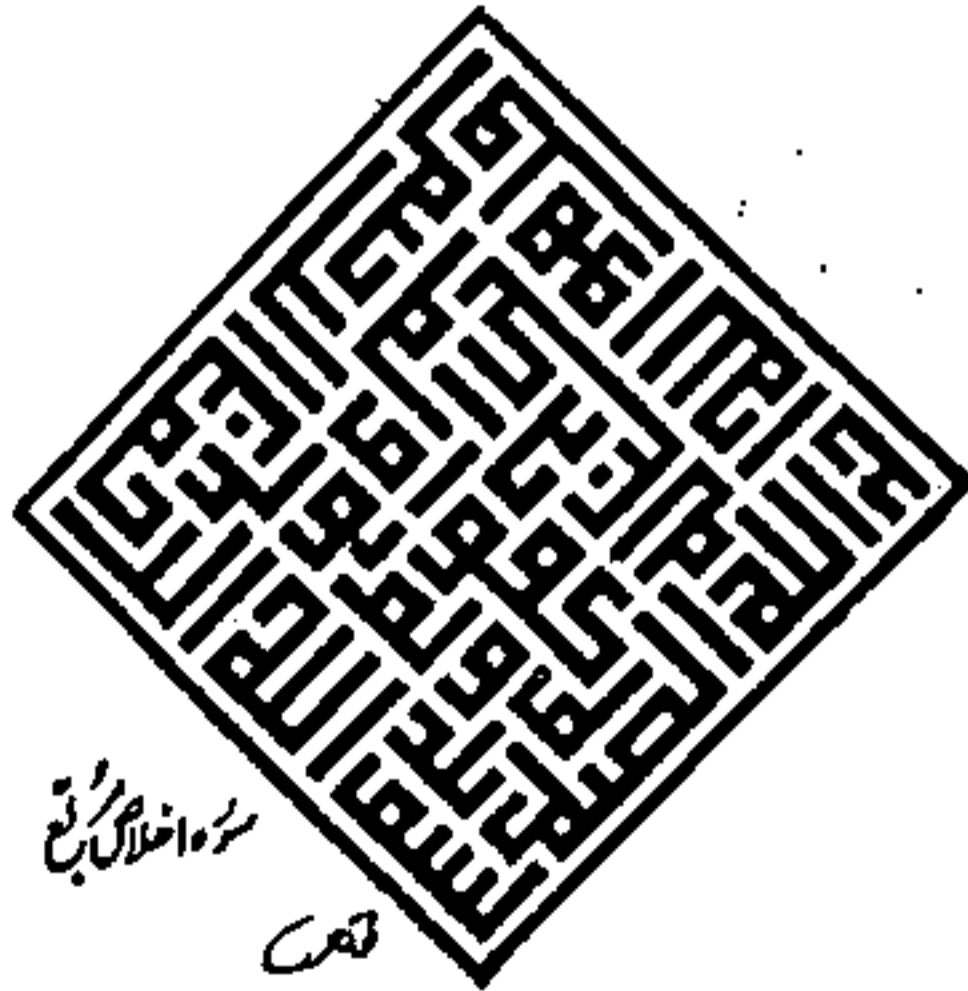
۱۰ ارشوال المکرم ۱۴۲۲ھ

احقر

اقبال احمد اختر القادری

L-317/5B-2، نارتھ کراچی

کراچی۔ 75850



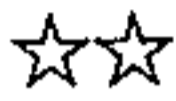
سزہ اخلاک ربیع

قصہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

تقدیم

مجدد عصر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد



تاج العارفین مجدد وقت حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء) سامرہ عراق کے خاندان سادات سے تھے، جلیل القدر عالم و عارف، آپ کا روحانی اور علمی فیض دور و نزدیک جاری و ساری تھا، مشرقی پنجاب (بھارت) کے شہر رتر چھتر میں مقیم تھے، یہ شہر آپ کے وجود مسعود کی برکت سے ”مکان شریف“ مشہور ہوا..... حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ پنجاب کے خاندانی بزرگ حضرت شاہ حسین علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۲۴۴ھ) سے بیعت تھے اور وہ سندھ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت قاضی احمد دمانی علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۲۴۴ھ) سے بیعت تھے اور قاضی احمد دمانی سندھ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت خواجہ محمد زمان شاہ علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۱۸۸ھ) سے بیعت تھے..... یہ فیض مجددی پنجاب سے ہوتا ہوا حرمین شریفین گیا، وہاں سے سندھ آیا۔ سندھ سے پھر پنجاب گیا، وہاں سے دہلی، وہاں سے ہندوستان کے دیگر بلاد پھر سندھ آیا اور سندھ سے دیگر ممالک اور بلاد پہنچا.....

حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کے نامور خلفاء میں حضرت فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی (م۔ ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء) حضرت بابا امیر الدین (م۔ ۱۳۳۱ھ)، حضرت شیر محمد پبلی بھٹی، صاحبزادہ سید فرید الدین، مولوی محمد اعظم ٹونگی، سید بہار علی شاہ، میاں محمد

جمال مظہر، مولانا احمد علی شاہ دھرم کوٹی، میاں شیر محمد خاں کابلی، مولوی محمد شریف بدخشان، مولوی نور احمدت تحت ہزاری، میاں محمد زمان، میاں شرف دین خوشاب والا، سید نظام شاہ کشمیری وغیرہ تقریباً ایک سو خلفاء تھے..... فقیر کے جدا مجد حضرت شاہ محمد مسعود علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حضرت شاہ رکن الدین الوری علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء) تھے جن کا فیض دور و نزدیک پھیلا.....

حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کے فرزند اکبر اور جانشین حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء) ہوئے۔ جن کیلئے حضرت سید امام علی شاہ نے دعا فرمائی تھی کہ جو لوگ تمہارے دامن سے وابستہ ہوں وہ ہمیشہ مقبول و سرور رہیں.....

فقیر کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) آپ ہی کے دامن سے وابستہ تھے اور یہ فقیر حضرت والد ماجد کے دامن سے وابستہ ہے..... الحمد للہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، انگلستان، امریکہ، ہالینڈ، کینیڈا، سعودی عرب، افغانستان و اٹلی وغیرہ میں پھیلا ہوا ہے.....

حضرت شاہ رکن الدین الوری کے خلیفہ و جانشین حضرت شاہ محمد محمود الوری علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۶ء) اور صوفی اخلاق احمد علیہ الرحمۃ کا فیض پاک و ہند میں خوب پھیلا، شاہ محمد محمود الوری کے فرزند و جانشین صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر اور خلیفہ حضرت حکیم مشتاق احمد حیدری علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء) کا فیض بھی پاک و ہند میں خوب پھیل رہا ہے..... صوفی اخلاق احمد علیہ الرحمۃ کے خلیفہ شیخ محمد عثمان علیہ الرحمۃ نے بھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سعیدیہ کی خوب خدمت کی..... حضرت امام علی شاہ علیہ الرحمۃ

کے دوسرے خلفاء بابا امیر الدین اور حضرت شیر محمد پھیلی بھیتی کا فیض بھی پاک و ہند میں جاری و ساری ہے..... اول الذکر کے خلیفہ حضرت شیر محمد شرقپوری (م۔ ۱۳۴۳ھ) کا سلسلہ بھی خوب پھیلا، آپ کی کوئی زینہ اولاد نہ تھی چنانچہ آپ کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری نے مسند رشد و ہدایت سنبھالی..... آپ کے دو صاحبزادگان میاں غلام احمد شرقپوری اور میاں جمیل احمد شرقپوری ہوئے، اول الذکر نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمت کرتے ہوئے حال ہی میں وصال فرمایا..... اس وقت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری اس سلسلے کو خوب پھیلا رہے ہیں..... حضرت شیر محمد پھیلی بھیتی کا سلسلہ بھی پاک و ہند میں خوب پھیل رہا ہے..... پیش نظر قصیدہ مبارکہ اسی عارف کامل حضرت سید امام علی شاہ کی مدح میں ہے جن کا سلسلہ بیعت و ارشاد سارے عالم میں پھیلا.....

فقیر کے علم میں یہ بات آئی کہ آیات القیومیہ (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء) کا ایک قلمی نسخہ بھلی شریف (پنجاب، پاکستان) میں صاحبزادہ سید محفوظ حسین شاہ صاحب کے کتب خانے میں موجود ہے، فقیر نے صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری زید عنایت کی خدمت میں عرض کیا، موصوف نے بڑی کوشش و جانفشانی سے اس نادر نسخے کا عکس نکلا کر فقیر کو عنایت فرمایا..... یہ کتاب حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ پر مستند ترین ماخذ ہے..... فقیر نے اس کی روشنی میں حضرت سید امام علی شاہ اور اپنے دادا مرشد حضرت سید صادق علی شاہ علیہ الرحمۃ کے حالات پر ایک کتاب ”ماہ و انجم“ (مطبوعہ سیال کوٹ ۱۹۸۳ء) مرتب کی تھی جو مولانا محمد اشرف مجددی کی عنایت سے شائع ہوئی.....

اب کئی سال بعد فقیر اس کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا تو یہ قصیدہ نظر سے گزرا جو ایک عارف کامل اور تبحر عالم نے قلم بند کیا ہے، اس کو پڑھ کر دل پر بے حد اثر ہوا اور اس کے

ردیف نے اور متاثر کیا، سوچا کہ اس کو الگ مرتب کر کے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے..... برادر م ڈاکٹر اقبال احمد اختر قادری زید مجدہ پر نظر پڑی جنہوں نے بہت ہی تھوڑے عرصے میں فارسی کی اچھی استعداد پیدا کر لی ہے فقیر تو اس کو حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت سید امام علی شاہ علیہما الرحمۃ کا فیض سمجھتا ہے..... ڈاکٹر اقبال احمد اختر قادری نے قلمی نسخے سے قصیدہ نقل کیا، یہ بھی اہم مرحلہ تھا..... پھر ترجمہ کیا..... اب یہ قصیدہ وارو ترجمہ، قصیدہ نگار مدوح کے حالات کے ساتھ شائع ہو کر آپ کے سامنے ہے.....

اس میں شک نہیں کہ برادر م ڈاکٹر اقبال احمد اختر قادری نے بڑی محنت کی..... مولیٰ تعالیٰ اس محنت کا پورا پورا صلہ عطا فرمائے اور بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیض سے مستفیض فرمائے..... آمین

احقر

محمد مسعود احمد

۲۰ دسمبر ۲۰۰۲ء

۱۷/۲-سی، پی ای سی ایچ سوسائٹی

کراچی، (اسلامی جمہوریہ پاکستان)



الحمد لله





مزار مبارک حضرت سید امام علی شاہ و سید صادق علی شاہ رحمہما اللہ تعالیٰ

مکان شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی (شیخ طریقت، فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی)



آپ کی ولادت با سعادت مکان شریف (موضع رتر چھتر، ضلع گورداس پور، پنجاب، بھارت) میں ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۶ء) میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار میر سید حیدر علی شاہ آپ کے بچپن ہی میں انتقال کر گئے، چنانچہ آپ زیادہ عرصہ نانا نانی کے گھر رہے۔۔۔۔۔ بعض فارسی کتب مولانا فقیر اللہ دھرم کوٹی سے پڑھیں۔۔۔۔۔ بہت سی کتب مولانا نور احمد چشتی اور مولانا جان محمد چشتی سے پڑھیں اور جلد ہی آپ کی جودت طبع کی وجہ سے ہم سبقوں پر سبقت مشہور ہو گئی۔۔۔۔۔ آپ نے شعر گوئی میں بھی اس حد تک کمال پیدا کر لیا کہ فی البدیہہ اشعار کہتے۔۔۔۔۔ چونکہ آپ کے اجداد کرام فن طب میں مہارت رکھتے تھے یہی وجہ کہ آپ نے اس طرف رجوع کیا۔۔۔۔۔ فن طب کی کتابیں ”سرآمد حکماء“ حافظ محمد رضا سے پڑھیں۔

حضرت امام علی شاہ نے سولہ برس کی عمر میں اپنے استاد مولانا جان محمد چشتی کے ہمراہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر حاضری دی یہاں ایک منجم نے پیش گوئی کی:-

”آپ کے ہی رشتے داروں میں ایک سن رسیدہ بزرگ سے

آپ کو بہت ہی زیادہ فائدہ پہنچے گا“

اس وقت حضرت سید امام علی شاہ کو یقین ہو گیا کہ یہ پیر بزرگ حضرت شاہ حسین ہی ہیں کیونکہ آپ حضرت امام علی شاہ کے جدی رشتہ دار ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام علی شاہ نے نہایت ہی اخلاص کے ساتھ بیعت کی درخواست کی، پہلی بار استخارے کا اشارہ فرمایا، کچھ دن گذر جانے کے بعد جب دوسری بار عرض کیا تو فرمایا کہ اب استخارے کی ضرورت نہیں اور شرف بیعت سے مشرف فرمایا..... ریاضات، مجاہدات کے بعد آپ سے فرمایا:-

”صفوت و قدس جبریل، خلت ابراہیم، شوق موسیٰ، طہارت عیسیٰ اور محبت مصطفیٰ (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین) اگر تجھ کو دیں تو خبردار اس پر راضی نہ ہونا اور اس سے زیادہ کی آرزو کرنا کہ اس سے زیادہ بہت کچھ ہے۔ صاحب ہمت بنے رہو اور سر ہمت کبھی

نیچا نہ کرو۔“

حضرت شاہ حسین کی نظر فیض گستر نے وہ کچھ دیا کہ بہت کم لوگوں کو دیا ہوگا۔ اور وہ کچھ عطا کیا جو بہت کم لوگوں کو عطا ہوا ہوگا۔ آپ اپنے پیر کامل کے آئینہ جمال بن گئے بلکہ خود پیر کامل بن گئے۔

علم و عمل، اتباع و استقامت، تربیت و تسلیک مریدین ناقصوں کی تکمیل، فقراء و غرباء پر شفقت و مہربانی، حسن خلق، تواضع و مسکنت، عفو و درگزر، چشم پوشی و شفقت، ایثار و انعام، اکرام و احسان و عفت، زہد و ورع و تقویٰ، طاعت و عبادت و عبودیت، جوع و فاقہ، تحمل و بردباری، خشوع و خضوع۔ حلم و رضا، صدق و جبا، صبر و سکوت، بذل و جو دو سخاوت، خشیت و خوف و رضا، ریاضت و مجاہدات، قناعت و مداومت و معاونت، تجرید و تفرید و توحید، تہذیب و وقار، مدارات و مواسات، عنایت و رعایت، شفقت و شفاعت، کرم و تفقد، شکر و ذکر و فکر، احتشام و احترام، رقت و غیرت، عبرت و بصیرت، معرفت و حقیقت،

تسلیم و تقویض، توکل و تبطل، یقین و ایقان، غنا و استغناء الغرض آپ کی ذات جامع صفات حسنہ تھی۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی وارث اور اپنے شیخ کے رازدار و نائب مناب ہو گئے۔

آپ فرماتے تھے کہ حضرت شاہ حسین کا فیض ہمیشہ جاری رہتا تھا اور جس کو آپ چاہتے اپنی نسبت عالیہ کے انوار میں غرق کر دیتے۔ بیعت ہونے کے بعد اگرچہ حضرت شاہ حسین نے بہت سے انعام و اکرام سے نوازا لیکن اس کے باوجود میرا ذہن اسی سوچ میں رہتا کہ کب وہ وقت خاص آئے اور میں مستفیض ہوں یہاں تک کہ پندرہ سال کے بعد پھر وہ وقت آیا اور قبضہ کہنوڑہ کے سفر میں اس وقت خاص کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا جس کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا۔ آپ نے فرمایا۔

”اے بیٹے! یہ حقیقت اولیاء اور نسبت گرامی جو آج رات تجھ کو

ملی ہے، دن بدن بلند ہوتی جائے گی اور ترقی کرتی جائے گی اور

اس بھیر کی باریکیاں تم پر ظاہر ہوتی جائیں گی“

اس کے بعد حضرت سید امام علی شاہ سے فرمایا ”امامت کرو“ اور حضرت شاہ حسین نے

ان کے پیچھے خود نماز پڑھی نماز کے بعد آپ نے حضرت سید امام علی شاہ کو سامنے بٹھا کر

مراقبہ فرمایا، مراقبہ سے فارغ ہو کر فرمایا:-

”اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اکابر کی روحانیت کی تربیت سے

تمہارا کام انجام کو پہنچا۔ آج رات میں تم کو اس کی اجازت دیتا

ہوں کہ جو امانت تمہارے سپرد کی گئی ہے اس کو طالبان حق تک

پہنچاؤ۔“

خلافت سے نوازنے کے بعد حضرت شاہ حسین دو سال بقید حیات رہے۔ اس

دوران حضرت سید امام علی شاہ آپ کی صحبت کو کبریت احمر سمجھتے ہوئے مسند ارشاد پر نہیں بیٹھے اور ہمیشہ آپ کی صحبت ہی میں رہے یہاں تک کہ حضرت شاہ حسین وصال فرما گئے۔

حضرت سید امام علی شاہ فرماتے تھے کہ ایک دن میں مراقبہ میں تھا۔ اچانک جب میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شاہ حسین میرے سامنے کھڑے ہیں میں تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے مخاطب فرمایا اور طریقہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کے بارے میں تاکید فرمائی اسی وقت دو اشخاص کے بارے میں حکم فرمایا ان کو تلقین کرو اور اس دوران آپ نے ایسی نسبت القا فرمائی کہ میں بے خود ہو گیا اور مجھے یہ خبر بھی نہ رہی کہ آپ کس طرف چلے گئے جب میں وہاں سے مکان شریف لوٹا تو وہ دو اشخاص جو میرے سامنے پیش کیے گئے تھے، میرے پاس آئے اور کہا کہ حضرت شاہ حسین خواب میں آئے اور ہماری تلقین و تربیت آپ کے سپرد فرمائی۔ ایسی صورت میں جب کہ میں نے ان کے خواب کو اپنی واردات کے مطابق پایا تو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ رہا۔ حضرت شاہ حسین کے ارشاد کی برکت سے جب میں نے مریدین کی طرف توجہ کی تو میں نے محسوس کیا کہ فیض کا ایک سیلاب میرے دل میں امنڈ رہا ہے۔

جب آپ اکابر حضرات نقشبندیہ کی مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے اور آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت شروع کی تو تھوڑے ہی عرصے میں آپ کا شہرہ سارے عالم میں پھیل گیا اور مختلف مقامات سے علماء و صلحاء آنے لگے۔ آپ نے بعض سالکوں کو چالیس سال اور بعضوں کو پچاس سال میں راہ سلوک طے کرائی اور بعض طالبوں کو ان کی استعداد کی وجہ سے چند روز ہی میں تمام منازل طے کرادیے۔ آپ کے روحانی کمالات کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعات و حقائق سے ہو سکتا ہے۔

..... رہتاس کے نواح میں ایک شخص کی آرزو تھی کہ ”قطب عالم“ کی زیارت کر لے

اور اس سے بیعت ہو چنانچہ اس نے ”صاحب انفاس“ درویشوں سے درخواست کی یہاں تک کہ اس زمانے کے ایک بزرگ نے اس شخص سے فرمایا کہ ایک لاکھ کی تعداد میں یہ وظیفہ پڑھو اور اس کے بعد استخارہ کرو، چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اس کو عالم واقعہ میں آپ کا نام نامی آپ کا حلیہ اور آپ کے مسکن شریف کا اتا پتا بتایا گیا۔ جب دوبارہ استخارہ کیا تو اس مرتبہ حلیہ مبارکہ مجلس شریف اور خانقاہ عالیہ کو دکھایا گیا۔ اس کے ساتھ ہی کسی کو کہتے سنا کہ ”قطب عالم“ کا مسکن ملک پنجاب میں ہے۔ دوسرے روز سامان سفر تیار کر کے پنجاب کی طرف روانہ ہوا جب اس نے دریائے چناب عبور کیا جس سے پوچھتا وہ آپ ہی کا پتا بتاتا، اس سے اس کو یقین ہو گیا کہ عالم واقعہ میں جس بزرگ کی طرف اشارہ کیا گیا تھا وہ یہی بزرگ ہیں۔ چنانچہ وہ شخص حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوا۔ اس نے دیکھا کہ شہر شہرا اور ملک ملک کے فقہاء علماء اور فقراء جمع ہیں اس نے یہ بھی دیکھا کہ عالم واقعہ میں آپ کا جو حلیہ مبارکہ دکھایا گیا تھا ہو بہو وہی حلیہ ہے۔ اس شخص نے سارا ماجرا رقم الحروف (مولوی احمد علی دھرم کوٹی) کو سنایا اور رقم الحروف نے حضرت سید امام علی شاہ صاحب سے بیعت کے لیے عرض کیا۔

۲..... مولانا مولوی غلام حسین ہوشیار پوری جو اس زمانے کے اجلہ علماء میں تھے اور حضرت غلام علی شاہ دہلوی کے خلیفہ اور مولانا محمد شریف اصفہانی کے شاگرد تھے۔ وہ اتفاقاً قصبہ دہلو میں آئے جہاں پہلے ہی حضرت سید امام علی شاہ مقیم تھے۔ اس قصبے کی مسجد مرزایاں میں آپ نے اعتکاف کیا اور یہیں حضرت سید امام علی شاہ فیض رساں تھے۔ انہوں نے حضرت سید امام علی شاہ کے فیوض و برکات اور تاثیرات کو دیکھا تو فرمایا:-

”سچ تو یہ ہے کہ آپ اس زمانے کے مجدد ہیں۔“

۳..... حضرت شاہ صاحب بڑھن شاہ کلا نوری (خلیفہ حضرت شاہ حسین علیہ الرحمۃ)

فرمایا کرتے تھے:-

”اس زمانے میں مشرق سے لے کر مغرب تک آپ صراطِ مستقیم

کے ہادی و رہبر ہیں، دوسرے حضرات آپ کے وجود شریف

کے وسیلے سے فیض حاصل کرتے ہیں، اگر اس قسم کا صاحب

کمالات پیدا ہو جائے تو سارے عالم اور عالم والوں کے لیے

کافی ہے۔ چنانچہ ایک آفتاب ساری دنیا کو روشن کر دیتا ہے“

۴..... جب آپ کی مشیخت کا شہرہ اطراف و جوانب میں پھیلا اور لوگوں کو معلوم ہوا

کہ مکان شریف میں ایسا آفتاب عالم تاب طلوع ہوا ہے کہ جس پر ایک نظر ڈالتا ہے اس

کے ظاہر و باطن کو منور کر دیتا ہے تو لوگ جوق در جوق آپ کی طرف آنے لگے۔ چنانچہ اس

زمانے کے جلیل القدر عالم مولانا غلام اللہ لاہوری (جن کو خلیفہ صاحب کے نام سے یاد کیا

جاتا ہے) نے جب آپ کا شہرہ سنا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مستفیض ہوئے۔ بہت

سے حضرات نے عالم واقعہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے

اشارے پر حضرت امام علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر نسبت دوامِ حضوری حاصل

کی اور مقاماتِ عالیہ پر فائز ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے عالم واقعہ اور عالم یقظہ میں آپ

کی صورت شریف دیکھی اور آپ سے توجہ حاصل کی چنانچہ توجہ سے ان کے دل ذاکر ہو گئے

اور وہ محبت الہی میں منجذب ہو گئے۔ آپ کی صحبت کی میا اثر کی تاثیرات اور آپ کے

حلقہ متبرکہ کی کیفیات و واردات کا کیا ذکر کروں بعض لوگ آپ کی توجہ کی تاثیر سے مرغِ نیم

بسل کی طرح خاک پر لوٹتے تھے، بعض لوگ کمال استغراق کی وجہ سے مست بادہ بے خودی

معلوم ہوتے تھے، بعض لوگ وجد و بے تابی کے غلبے کی وجہ سے آہ و نالہ کرتے تھے، بعض

لوگ خود کو فراموش کر کے عالم حیرت میں چلے جاتے تھے اور بعض لوگوں کے سامنے توحید و معرفت کے اسرار کھلم کھلا نظر آتے تھے، المختصر آپ کی نورانی مجلس شریف میں وہ کیف و سرور حاصل ہوتا جو دنوں یاد رہتا۔

آپ کی خانقاہ شریف اور مسجد شریف میں تقریباً تین سو (۳۰۰) صوفیہ اور فقراء رہتے اور دور و نزدیک سے طالبانِ طریقت حاضر ہوتے تھے۔ مثلاً بخارا، کابل، بدخشاں، کشمیر اور ہندوستان وغیرہ۔ ان تمام حضرات کے طعام و لباس کا انتظام حضرت سید امام علی شاہ کی طرف سے ہوتا تھا آپ کا وجود شریف مجددِ مائتہ ثالثہ عشر تھا (تیرھویں صدی کا مجدد)۔ آپ کا فیض حضور و غیبت میں یکساں تھا۔ مولانا محمد شریف بدخشاںی جو کئی سال سے آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ جب تکمیل منازل کے بعد اپنے وطن جانے لگے تو حضرت سید امام علی شاہ نے رخصت کرتے ہوئے فرمایا۔

”آپ سے ہماری دوبارہ ملاقات معلوم نہیں ہوتی“

اسی طرح بعض دوسرے دوستوں کو لکھا:

”فقیر کی عمر ۷۰ سال کی ہو گئی ہے حدیث میں آیا ہے کہ میری

امت کی عمریں ۶۰ اور ۷۰ کے درمیان ہوں گی تو معلوم ہوتا ہے

کہ میری عمر ۷۰ سے زیادہ نہ ہوگی“

۱۵ شعبان کی رات گزار کر صبح کو مسجد شریف حاضر ہوئے اور اپنے رفقاء اور مریدین

سے فرمایا:

”اس فقیر کا نام لوحِ حیات سے مٹا دیا گیا ہے“

چنانچہ دوسرے ہی دن آپ کے سینے میں درد شروع ہوا اور معلوم ہوا کہ وجع الفواد کا

مرض لاحق ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب کو

اطلاع دے دی گئی جن کو حضرت نے باہر بھیجا ہوا تھا اسی اثناء میں حضرت کے سینے میں بڑی شدت سے درد ہونے لگا۔ حضرت سید صادق علی شاہ صاحب عالم انتظار میں والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے صاحبزادے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”ظاہری صحت کا حال یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ فراق کی

ساعت قریب آگئی ہے“

حضرت صاحبزادہ یہ بات سُن کر بہت ہی غم زدہ ہوئے۔ جب حضرت امام علی شاہ

صاحب نے ان کی پریشانی اور اضطراب کا عالم دیکھا تو آپ نے ازراہ کرم ارشاد فرمایا:

”اللہ کی عادت یہی ہے کہ ایک کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور

دوسرے کو اس کی جگہ پر بٹھا دیتا ہے۔ تم کو نہیں معلوم کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے تشریف لے گئے تو ان

کی جگہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب حضرت

ابوبکر تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے

اور جب حضرت عمر تشریف لے گئے تو ان کی جگہ حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ بیٹھے اور جب حضرت عثمان تشریف لے گئے تو

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کی جگہ بیٹھے“

یہ سن کر حضرت سید صادق علی شاہ صاحب مضطرب ہو گئے اور آنکھوں سے

آنسو جاری ہو گئے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اندر آپ کی جانشینی کی قابلیت نہیں پاتا۔

حضرت امام علی شاہ صاحب نے فرمایا:

”ایسی باتوں سے توبہ کرو خبردار! خبردار! میں نے سب کچھ تم پر

نثار کر دیا اور تم سے کوئی چیز اٹھانہ رکھی، تم کو چاہیے کہ فقیر کے

سجادے پر بیٹھ کر عادات و عبادات میں سنت کی پیروی کرو کہ
مقام محبوبیت اسی سے ملتا ہے۔ اور اہل دنیا اور ارباب ہوا و ہوس
سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف متوجہ رہو اور اسی کو اپنا کفیل جانو، میں
نے حق سبحانہ و تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ جو لوگ تمہارے دامن
سے وابستہ ہوں وہ ہمیشہ مقبول و مسرور رہیں“

کاتب الحروف (مولانا احمد علی دھرم کوٹی) تیس سال تک اس آستانے سے منسلک
رہا اور اکثر اوقات سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ حضرت امام علی شاہ اپنی تمام زندگی
میں تین بار بیمار ہوئے۔ پہلی بار ۵۸ سال کی عمر میں تپ سرفہ کی بیماری لاحق ہوئی جو دو ماہ
سے زیادہ عرصے تک رہی۔ بظاہر زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ اسی حالت میں
رمضان المبارک آگیا اور آپ نے پہلا روزہ رکھ لیا رات کو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے فرمایا:

”میرے بیٹے امام اہل مقام تیری عمر زیادہ ہے، غم نہ کر بہت
سے طالب تیرے وسیلے سے پستیوں سے نکل کر بلند یوں تک
پہنچیں گے“

چنانچہ اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصے بعد بیماری زائل ہوگئی اور آپ صحت یاب
ہو گئے دوسری بیماری ۶۵ سال کی عمر میں لاحق ہوئی جبکہ آپ درد قونج کی بیماری میں مبتلا
ہوئے لیکن ساتویں روز صحت یاب ہو گئے اور تیسری بیماری ۷۰ سال کی عمر میں لاحق ہوئی
اور اسی بیماری میں آپ نے جان عزیز جان آفریں کے سپرد کی۔

آپ کا وصال ۱۳ شوال المکرم (۱۲۸۲ھ) مطابق ۶ مارچ ۱۸۶۶ء کو ہوا۔ ابھی
آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ آفتاب طریقت غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مکان
شریف ہی میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

چالیسویں کے روز اس خاندان کے سارے مثنسین اور مریدین دور و نزدیک سے جمع ہوئے اور حضرت سید امام علی شاہ کے بڑے بڑے خلفاء کے اتفاق سے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی گئی اور لوگ بیعت ہوئے آپ کی توجہ سے انہوں نے اپنے سینوں میں لامتناہی انوار و واردات محسوس کئے۔

حضرت سید امام علی شاہ کے وصال پر بہت سے حضرات نے قطعات تاریخ و فوات تحریر کیے ہیں۔

آپ کے اعظم خلفاء میں فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ممتاز ہیں۔ آیات القیومیہ کے مصنف مولانا احمد علی دھرم کوٹی نے آپ کے احوال اس طرح لکھے ہیں۔

در امام اہل قربت و نہایت ہادی طریق درج نہایت در بدایت

مقتدائے ارباب یقین، مجتہدائے علماء را سخین، محی سنن نبوی، مخبر

احادیث مصطفوی، شیخنا و مولانا محمد مسعود دہلوی مد اللہ ظللال

افضالہ و نوالہ علی مفارق المبستر شدین۔

حضرت مسعود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم و غافل اور عارف و کامل تھے کتاب و سنت کے حقائق و علوم حل کرنے میں آپ کی شان بہت بلند تھی اور صوفیاء و اولیاء کے ملفوظات کی باریکیوں کی شرح کرنے میں آپ کا رتبہ بہت ہی برتر تھا۔ آپ کو راہ ہدایت کے لیے ایسے مرشد کی تلاش ہوئی جو علم و عمل اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال متابعت میں ظاہری و باطنی طور سے آراستہ و پیراستہ ہو چنانچہ اسی تلاش کے دوران جب آپ نے حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف و توصیف سنی تو آپ خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ کی روشن پیشانی سے سچی ارادت و اعتقاد کے آثار اور رشد و ہدایت کے انوار ظاہر تھے بلکہ روشنی سے بھی زیادہ روشن تھے تو حضرت امام علی شاہ صاحب نے بغیر

کسی توقف کے اپنے دامن سے وابستہ کر لیا اور ذکر اسم ذات کی تعلیم فرمائی یہاں تک کہ آپ کے جسم و جان اس ذکر کی لذت محسوس کرنے لگے۔ حضرت امام علی شاہ صاحب نے مختلف قسم کے الطاف و عنایات سے آپ کو ممتاز فرمایا۔ حضرت امام علی شاہ صاحب کی خانقاہ میں جتنے بھی سالکانِ طریقت آئے ان کے مقابلے میں آپ میں خاکساری و عاجزی، اخلاص و ادب اور خدمت گزاری کا جو جذبہ دیکھنے میں آیا ایسا کسی میں نہ دیکھا۔ اسی عاجزی و انکساری سے حضرت امام علی شاہ صاحب کی ظاہری توجہ اس قدر آپ کی طرف تھی کہ دوسرے کسی مرید کی طرف نہ تھی۔ آپ کے رتبے کی انتہا کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ سات ماہ کے اندر اندر سیرالی اللہ اور سیر فی اللہ کی سعادت اور فنا و بقا کی دولت سے بہر یاب ہو گئے اور آپ کو تعلیم طریقت اور خلافت سے نواز کر طالبان حقیقت کی تربیت و ہدایت کے لیے دہلی رخصت فرمایا۔

آج جب کہ ۱۲۹۲ ہجری ہے آپ دہلی میں جو اکابر اولیاء کا قدیم وطن ہے حضرت امام علی شاہ صاحب کے ارشاد کے مطابق طالبوں کی تربیت و ہدایت میں مصروف ہیں آپ کے فیضِ رسانی کے انوار اور فائدہ رسانی کے برکات دن بدن بڑھتے جاتے ہیں اور آپ کی ذات سے بہت سے لوگ ہدایت و تربیت پا رہے ہیں اور سالکانِ طریقت کی دوسری جماعت علوم دینی اور آپ کی برکتوں سے بہرہ ور ہو رہی ہے آپ کی ذات و برکت سے بہت سے خلفاء صاحب وقت صاحب حال بن گئے۔

حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری و باطنی توجہ جو آپ کی طرف تھی وہ کسی مرید و خلیفہ کی طرف نہ تھی آپ کے رتبے کی بلندی کا اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر عنایت جس انداز سے آپ کی طرف مبذول تھی۔ دوسروں کو دیکھ دیکھ کر اس پر رشک آتا تھا۔ حضرت مسعود شاہ اکثر اوقات مجلس شریف

میں حاضر رہتے جب آپ مجلس میں ہوتے تو حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عجیب عجیب نکات و کلمات بیان فرماتے۔ ایک روز اہل محفل میں سے کسی کے دل میں یہ بات آئی کہ جب حضرت مسعود شاہ صاحب مجلس میں ہوتے تو حضرت امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی ذوق و شوق سے معارف بلند بیان فرماتے ہیں اور دوسرے کسی وقت ایسے معارف بیان نہیں کرتے تو آپ نے فرمایا:

”غالباً معارف و حقائق کے بیان کرنے میں خود سامع کی برکت

بھی شامل حال ہوتی ہے۔“ (ماخوذ آیات القیومیہ، ص۔ ۳۷۷)

اضافہ مرتب:

حضرت فقیہ الہند مفتی شاہ محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد جامع فتح پوری، دہلی میں ایک عرصے تک امامت و خطابت، درس و تدریس، رشد و ہدایت اور فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیے۔ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء کو دہلی میں آپ کا وصال ہوا اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں مدفون ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر حضرت مولانا احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے، پھر آپ کی وفات کے بعد حضرت فقیہ الہند کے پوتے حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (ابن حضرت مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) سجادہ نشین ہوئے.....

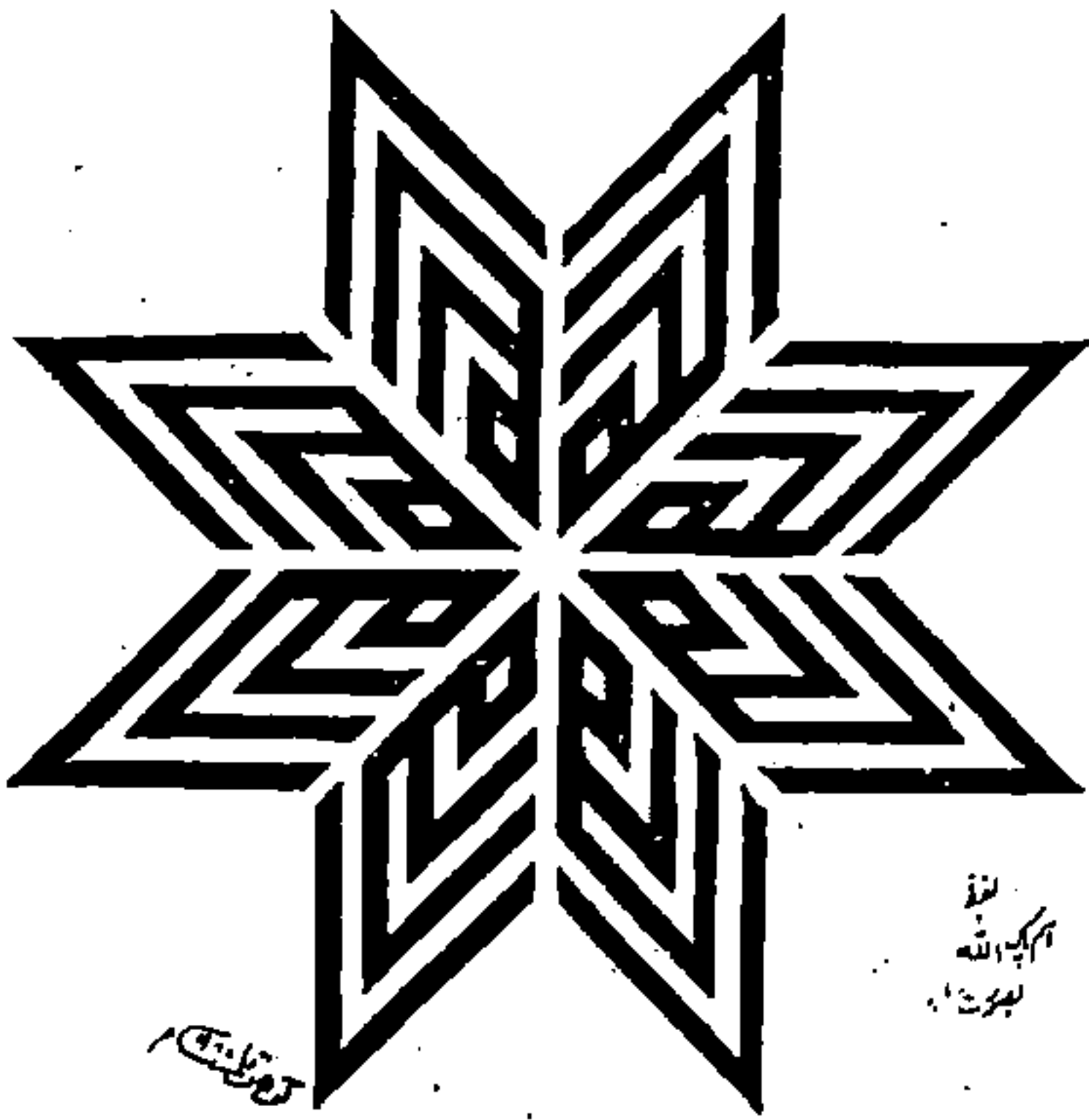
آجکل حضرت مفتی اعظم کے صاحب زادے اور خلیفہ علامہ حافظ محمد احمد علیہ الرحمۃ کے صاحب زادے ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد مفتی اعظم کی مسند پر رونق افروز ہیں۔ آپ حضرت مفتی اعظم سے بیعت ہیں۔ ہر چہ اس سلسلے میں اجازت و خلافت حاصل ہے۔ امامت و خطابت، رشد و ہدایت اور فتویٰ نویسی کے فرائض آپ ہی انجام دے رہے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے فرزند اکبر حضرت علامہ قاری حافظ مفتی محمد مظفر احمد
۱۹۴۷ء میں پاکستان آ کر کراچی میں مقیم ہو گئے تھے، آپ تبصر عالم و مفتی تھے، حضرت مولانا
محمد رکن الدین شاہ الوری علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے۔ خلافت و اجازت حضرت مفتی اعظم
علیہ الرحمۃ سے حاصل تھی۔ اب آپ کے صاحبزادگان آپ کی یادگار ہیں۔ خصوصاً حافظ
قاری محمد ظفر احمد صاحب جو آپ کے قائم مقام اور جانشین ہیں۔ دوسرے صاحبزادے علامہ
مفتی محمد مشرف علیہ الرحمۃ بھی تبصر عالم تھے ۱۹۸۱ء میں دہلی میں وصال فرمایا۔ ان نے
صاحبزادے حافظ محمد میاں ثمر دہلوی صاحب سجادہ ہیں۔

حضرت مفتی اعظم کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد درگاہ
حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین اور مسجد شریف کے خطیب تھے۔ اب ان
کے فرزند ڈاکٹر مجیب احمد یہاں مسند نشین ہیں اور دوسرے صاحبزادے حافظ محمد ارشد خطیب
ہیں۔

اس وقت حضرت مفتی اعظم کی اولاد میں عالم اسلام کے عظیم محقق، نبہالی العصر، مسعود
ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کراچی میں رونق افروز ہیں اور آپ کے ذریعے
حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی اور دیگر مشائخ نقشبندیہ مجددیہ مظہریہ کا فیض جاری
وساری ہے۔ آپ کے علمی و تجدیدی کارناموں کے سبب بعض اہل علم نے پندرہویں صدی
کا مجدد قرار دیا ہے.....

(عطائے ربانی از مولانا جاوید اقبال مظہری، کراچی، عبدالستار طاہر، مجدد عصر، لاہور، زیر طبع)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

جانشین سید امام علی شاہ

حضرت سید صادق علی شاہ مکان شریفی

(شیخ طریقت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی)



حضرت سید محمد صادق علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنے والد ماجد حضرت امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر، جانشین اور صاحب سجادہ تھے، صاحب ”آیات القیومیہ“ نے آپ کے حالات ذکر کرتے ہوئے ان القاب سے یاد کیا ہے۔

”صدر مسند ارشاد و ہدایت، ہادی طریق درج نہایت در
ہدایت، سیاح بیدارئے طریقت، غواص دریاء حقیقت، مظہر
صفات ربانی، مورد اخلاق سبحانی، مشکات مصباح مشکات
انوار، مفاح کنوز اسرار، سلالۃ الکبراء المحققین، وارث علوم
الانبیاء والمرسلین، الداعی الی اللہ سبحانہ الوالی، سیدی سندی
حضرت مولوی محمد صادق علی۔ متع اللہ الطالبین بطول بقاۃ مادام

الثریا والنزی۔“ (آیات القیومیہ، ص۔ ۳۲۸)

آپ جامع معقول و منقول اور حاوی فروع و اصول تھے۔ ظاہری اور باطنی نعمتوں کے مرکز اور حسنی اور حسینی خوبیوں کے جامع، بچپن ہی سے انوار ولایت اور آثار ہدایت ان کی روشن پیشانی سے ظاہر تھے۔ چونکہ آپ کی والدہ مکرمہ آپ کے بچپن ہی میں انتقال کر گئی تھیں۔ اس لیے حضرت امام علی شاہ آپ پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ بچپن سے لے کر

عنفوان شباب تک ہمیشہ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور کبھی اپنے سے جدا نہ فرماتے۔ آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی اپنے خلیفہ اجل حضرت مفتی محمد مسعود شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے درس حدیث دلویا۔

جب آپ تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو میدان طریقت میں قدم رکھا اور تمام ہی خوبیوں کو اپنے روحانی کمالات میں گم کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال کے عاشق ہو گئے۔ حضرت امام علی شاہ صاحب نے آپ کو قابل اور مستعد کامل سمجھ کر آپ کی طرف نظر عنایت فرمائی اور بہت سی خدمات آپ کو تفویض کیں۔ یہاں تک کہ اپنا خلیفہ اور جانشین بنا دیا اور تمام اصحاب کبار اور خلفاء نامدار سے ان کو ممتاز کر کے خلیفہ مطلق اور صاحب سجادہ بنا دیا۔ چونکہ سلوک باطن میں نسبت طریقہ احمدیہ غایت الغایت تک اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور آپ کی توجہات عالیہ سے بلند مقامات و درجات تک پہنچے اس لیے طالبوں کی تربیت میں آپ کی بڑی شان ہے۔ جس پر لطف کی نظر فرماتے ہیں اس کو ما سوا اللہ سے بیزار کر کے اللہ کا بنا دیتے ہیں، مشائخ کرام میں ظاہری اور باطنی طہارت کے اہتمام میں آپ بے مثل ہیں۔ اخلاق حمیدہ اور صفات ملکیہ کے حامل ہیں اور مہذب و مؤدب فطرت کے مالک اولیاء اللہ کے اخلاق و کمالات آپ کی ذات میں مرکوز نظر آتے ہیں۔ کرم و سخاوت، مخلوق پر شفقت اور غریبوں کی اعانت میں تو اپنے والد کے جمال و کمال کی یادگار ہیں۔ جو کچھ بھی فتوحات میسر آتی ہیں غریبوں اور مسکینوں کو دے دیتے ہیں۔ بس میں کیا لکھوں کہ قلم میں لکھنے کی طاقت نہیں..... صورت و سیرت میں سلف عظام کی یادگار ہیں۔ اپنے سجادے کا پورا پورا پاس و لحاظ رکھتے ہیں۔ ہر دل کے محبوب و مقبول ہیں۔ اور بذل و ایثار، کشادہ پیشانی و فراغ دستی، عنف و درگزر، صبر و رضا، تفویض و تسلیم اور حلم و تدبیر میں تو آپ کا نظیر نہیں۔ صاحب انفاس کاملہ ہیں۔ جس کو جو کچھ کہہ دیتے ہیں ہو بہو وہی ہو جاتا ہے۔

آپ اپنی تمام تر توجہ طالبوں کی تربیت اور قابلوں کی تہذیب میں صرف کرتے ہیں۔ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد سے کئی سال ہو گئے کہ مسند ارشاد پر بیٹھے ہوئے مخلوق کو حق کی دعوت دے رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ آپ علوم عقلی و نقلی میں وقیع النظر ہیں اور باطنی معاملات میں بھی تیز نگاہ ہیں۔

اپنے طالبوں کی تربیت فرماتے ہیں۔ متابعت سنت اور عمل عزیمت میں ثابت قدم ہیں۔ علوم شریعت میں آپ کا یہ پایہ بہت بلند ہے اور اتباع و عمل میں آپ کا درجہ بہت بڑا ہے۔ باوجود کثرت جذبات آپ نے نہ کبھی رقص کیا اور نہ سماع، نہ ابتدا میں نہ انتہا میں نہ بیچ میں نہ آخر میں چونکہ یہ باتیں مقام رخصت کی ہیں اور آپ کا عمل عزیمت پر تھا۔ اسی طرح کبھی آپ نے ذکر جہر نہیں فرمایا اور شطیحات صوفیہ سے بھی راہ سلوک کی ابتداء اور انتہا میں محفوظ رہے۔ آپ کے والد ماجد کی صحبت کی برکت سے آپ پر ایسی ایسی واردات و کیفیات اور حالات و مقامات گزرے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ کسی کان نے سنے اور نہ اس کا خیال ہی کسی انسان کے دل میں گزرا۔ یہ آپ کے تصرفات باطنی میں سے ادنیٰ درجے کا تصرف ہے کہ جب آپ کسی مستعد مرید کے باطن میں تصرف فرماتے تو اس کو عالم بے خودی و بے شعوری میں پہنچا دیتے اور رفتہ رفتہ سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کی سعادت، فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی دولت سے سرفراز فرما دیتے۔ آپ کی صحبت میں بہت سے طالبوں کی حالتیں بدل گئیں اور وہ قرب و حضور و آگہی کے درجات پر فائز ہو کر طریقہ نقشبندیہ کی تعلیم کی اجازت لے کر لوگوں کی باطنی تربیت میں مصروف ہیں۔

آج جبکہ ۱۲۹۳ ہجری ہے حضرت سید صادق علی شاہ صاحب مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہیں اور سالکان راہ طریقت کو مستفیض فرما رہے ہیں اور پستیوں سے نکال کر بلندیوں تک لے جا رہے ہیں۔ (ماخوذ آیات القیومیہ، ص ۳۲۸)

اضافہ مرتب:

۲۲ رجب المرجب ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء کو آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سید میر بارک اللہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے، پھر ان کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سید محمد مظہر قیوم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت سید محفوظ حسین صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین ہوئے اور بھلی شریف (ضلع شیخوپورہ، پنجاب، پاکستان) میں فیض رساں تھے۔

حضرت سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی سید غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی عالم و فاضل اور مفتی وقت تھے۔ اپنے والد ماجد سے بیعت تھے اور اجازت و خلافت بھی حاصل تھی، آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ تبحر عالم اور شیخ وقت تھے ۱۹۲۷ء میں پاکستان ہجرت کرنے کے بعد ساہیوال (پنجاب، پاکستان) میں مقیم ہو گئے اور یہیں وصال فرمایا۔ اب آپ کے صاحبزادگان آپ کے قائم مقام ہیں۔ (ماخوذ ماہ و انجم، ص ۵۵)

☆.....☆.....☆

السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلِمَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مصنفِ قصیدہ

مولانا نورا احمد تحت ہزارری

(خلیفہ سید امام علی شاہ مکان شریفی)



حضرت مولانا نورا احمد تحت ہزارری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کے خلفاء میں ممتاز ہیں، مولانا علی احمد دھرم کوٹی نے ”آیات القیومیہ“ کے صفحہ ۳۷۳ پر آپ کے مختصر حالات تحریر کرتے ہوئے ان القابات سے یاد کیا ہے۔

”مظہر تجلیات الہی، مورد کرامات لا متناہی جامع معقول
ومنقول، حادی فروع واصول، مستقیم الاحوال، صاحب وقت
وحال، مطلع انوار، حضور سرمد عالم ربانی مولانا نورا احمد زواللہ
انوار قبولہ“

حضرت مولانا نورا احمد، حضرت خواجہ (سید امام علی شاہ) کے احباب میں ممتاز اور نامدار خلفاء میں سے ہیں، آپ علوم شریعت تفسیر و حدیث کے ماہر اور علوم باطنی و طریقت کے اسرار و موز پر بھی کامل دسترس رکھنے والوں میں ہیں۔ عالم شباب میں تحصیل علم سے فارغ ہو کر معرفت الہی کے حصول کی غرض سے ایسے مرد کامل کی تلاش میں لگ گئے جس کا ظاہر سفت کے زیور سے آراستہ اور باطن غیر اللہ کی محبت سے خالی ہو، یہ زمانہ ۱۲۶۰ھ کا تھا جب حضرت قطب الاقطاب، ابوالبرکات، قیوم العالم حضرت خواجہ (سید امام علی شاہ) کے

کمالات اور مقامات کی شہرت ہو چکی تھی، مولانا نور احمد تخت ہزاری سلمہ اللہ الباری نے جب اس مرد خدا شناس کا چرچا سنا تو آپ کے آستانے پر حاضر ہوئے اور پھر شرف بیعت حاصل کرنے کے ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو رہے۔۔۔ حضرت خواجہ کی نظر فیض اور تربیت کی بدولت بزرگی اور عظمت حاصل ہوئی بڑے باعظمت حالات و مقامات آپ پر منکشف ہوئے، انہی ایام میں فرط شوق اور جذب محبت میں حضرت خواجہ قدس سرہ کی مدح و منقبت میں ایک قصیدہ منظوم فرمایا جس میں انوار وحدت کے انکشافات سے اور کثرت میں ذوق و حال کے غلبے کے سبب چند اشعار کہے جو آخر میں اس بابرکت قصیدہ میں سے کچھ بیان کیا جائے گا جو کہ اتفاقاً ایک شخص کے ذریعے ان (حضرت امام علی شاہ) کی نظر پر فیض سے گزرا، مقبول ہوا اور وہ (مولانا نور احمد) تھوڑے ہی عرصہ میں کمالات سے ہم آغوش ہو گئے اور سعادت الی اللہ و سیر فی اللہ کے سبب ممتاز مقام حاصل ہوا۔۔۔۔۔ اجازت و خلافت سے نوازے گئے پھر اپنے آبائی علاقہ چنیوٹ جا کر (مخلوق کو) فیض پہنچا رہے ہیں اور طالبان کو دعوت حق دے رہے ہیں۔۔۔۔۔ چنیوٹ میں آپ کا خوب چرچا ہے اور لوگ جوق در جوق ارادت حاصل کر رہے ہیں، آپ کی توجہ سے بے شمار لوگ متاثر ہو رہے ہیں، اس وقت آپ کی ذات آسمان ولایت کا قمر اور آسمان ہدایت کے قطبین عالم، حسن شہادت کو فروغ بخشنے والی اور ارباب طلب قلبی جذبات کو تشفی عطا کرنے والی ہے۔۔۔

(ماخوذ و ترجمہ، آیات القیومیہ، ص ۳۷۳)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قصیدہ متبرکہ در شان سید امام علی شاہ

معہ ترجمہ

(۱)

حسنِ لیلیٰ بیدہ ام کہ میرس
نیشِ عشقش کشیدہ ام کہ میرس

میں نے حسن محبوب (انوار ولایت) کو ایسا دیکھا ہے
کہ مت پوچھو اس کے عشق کے تیروں کو جیسا سہا ہے
مت پوچھو.....

(۲)

از چنِ حسنِ او جہانِ آرای
وہ چہ غافل بہ بودہ ام کہ میرس

اس کے حسنِ جہاں آراء کی بدولت میں ایسا مدہوش رہا
(دنیا سے) ایسا بے خبر رہا کہ مت پوچھو.....

(۳)

شیشہ عافیت شکست تمام

حسن رویش چو دیدہ ام کہ میرس

میں نے جب سے اس کے چہرے کا حسن و جمال

دیکھا ہے شیشہ عافیت کو ایسا توڑ ڈالا ہے کہ مت

پوچھو.....

(۴)

اوقنادم بچاہ غبغب او

دام عشقش کشیدہ ام کہ میرس

اس کے زیر لب بننے والے غازہ میں ایسا گرا اور اس

کی محبت میں ایسا گرفتار ہو چکا ہوں کہ مت پوچھو.....

(۵)

کنج حسنش باین دل ویران

بچنان جلوہ دیدہ ام کہ میرس

اس کے خزانہ حسن کو اپنے اس ویران دل میں ایسا جلوہ

افروز دیکھا ہے کہ مت پوچھو.....

(۶)

بہ کی جلوہ اش شدم مدہوش
جام عشقش چشیدہ ام کہ مپرس

اس کے ایک ہی جلوے سے مدہوش ہو گیا اور اس کی

محبت کا ایسا جام پیا کہ مت پوچھو...

(۷)

مرغ دل رفت در قفس جعدش
دام زلفش کشیدہ ام کہ مپرس

میں خوف کے مارے اس کی زلفوں کے قید خانے میں

گرفتار اور گیسوؤں کا ایسا سیر ہوا کہ مت پوچھو...

(۸)

چون کشادم نقاب طرہ او
عالمی را بدیدہ ام کہ مپرس

جب میں نے اس کی پیشانی سے نقاب ہٹایا ایک عالم

کو دیکھتا ہوں کہ مت پوچھو.....

(۹)

از لب لعل خسرو شیرین
 سخنان شنیدہ ام کہ مپرس
 میں نے اس خوبصورت و شیریں کے لعل جیسے ہونٹوں
 سے ایسی باتیں سنی ہیں کہ مت پوچھو.....

(۱۰)

سینہ بشکافت خنجر غمزنش
 تیر مرگانش خوردہ ام کہ مپرس
 اس کے اشارہ چشم نے سینہ چاک کر دیا میں نے
 پلوں کے ایسے تیر کھائے کہ مت پوچھو.....

(۱۱)

مولدش ہست گرچہ در چہتر
 سکنش لیک دیدہ ام کہ مپرس
 وہ اگرچہ (رتز) چہتر کارہنے والا ہے لیکن اس کا ایک
 مسکن مت پوچھو کہ میری آنکھیں بھی ہیں.....

(۱۲)

بار بستم بناقہ عشقش

تیغ ہجرش کشیدہ ام کہ پیرس

مت پوچھو میں نے اس کے عشق میں سواری پر سامان

باندھا ہی تھا کہ جدائی کی تلوار آڑے آگئی.....

(۱۳)

کشہ ام در فراق او مجنون

لیلیٰ نو کریدہ ام کہ پیرس

میں نے نیا محبوب تلاش کیا مگر مت پوچھو کہ اب اس کی

جدائی میں دیوانہ وار کھوسا گیا ہوں.....

(۱۴)

در رہ منزل تو ای جانان

رنج و محنت کشیدہ ام کہ پیرس

اے محبوب تیری طلب کے راستے میں کیسی مشقت اور

مصیبت اٹھائی ہے مت پوچھو.....

(۱۵)

بنور رہ عشق منزلِ سیلی
 غربتہائی کشیدہ ام کہ پیرس
 محبت کے راستے میں مسافرت سے دوچار ایسا پردیسی
 ہوا ہوں کہ مت پوچھو.....

(۱۶)

در بلائی فراق و محنت و غم
 مبرور خون دیدہ ام کہ پیرس
 مت پوچھو کہ رنج و مصیبت اور جدائی کے غم سے
 آنکھیں لال ہو گئی ہیں.....

(۱۷)

در نماز نیاز سیر و سلوک
 نو امامی گزندہ ام کہ پیرس
 مت پوچھو کہ میں نے سیر و سلوک کی نمازِ نیاز میں ایک
 نیا امام چنا ہے.....

(۱۸)

سر خود را نہادہ ام بدش
 قبلہ عجب دیدہ ام کہ میرس
 مت پوچھو کہ میں نے ایک عجیب قبلہ دیکھا اور اپنا سر
 اس کے در پر رکھ دیا.....

(۱۹)

طوف کردم بگرد او صد بار
 کعبہ عجب دیدہ ام کہ میرس
 مت پوچھو کہ میں نے ایک انوکھا کعبہ دل دیکھا اور
 سیکڑوں بار اس کا طواف کیا.....

(۲۰)

اوقدام بقعر خاک درش
 کنج عجیبی بدیدہ ام کہ میرس
 میں نے ایسا انوکھا مقام دیکھا کہ مت پوچھو اور اس در
 کی خاک پر جا پڑا ہوں.....

(۲۱)

پس ہجران بیت چینی

چہ گریبان دریدہ ام کہ میرس

اُس سکون و چین دینے والے کی جدائی میں ایسا

گریبان دریدہ ہوا ہوں کہ مت پوچھو.....

(۲۲)

درپی عشق آہوی ختنی

چہ بیابان دویدہ ام کہ میرس

مت پوچھو کہ مشک کی طرح مہکتے اور آفتاب کی طرح

چمکنے والے اُس عزیز کی محبت کی خاطر کس طرح

بیابانوں کو دیکھا.....

(۲۳)

در ہوائی وصال آن لیلی

ترک لذت بکرده ام کہ میرس

مت پوچھو کہ میں نے اس محبوب سے ملاقات کی خاطر

اپنی کٹنی لذت و آسائش کو ترک کر دیا.....

درپی ہودج بکہ مستور
 بترک اوطان کردہ ام کہ مپرس
 مت پوچھو کہ ایک پوشیدہ کجاوہ (محمل) کی خاطر میں
 نے اپنے وطن کو چھوڑا.....

در پس عشق روی آن مہ نو
 طعنہ ہائی شنیدہ ام کہ مپرس
 اس ماہ نو کی محبت میں مجھے کیا کیا باتیں سننے کو ملیں مت
 پوچھو.....

درپی دیدن لب شیرین
 کوہ ہائی بکنده ام کہ مپرس
 مت پوچھو کہ اس کے لب شیریں کی زیارت کی خاطر
 میں نے کتنے پہاڑ عبور کیے.....

(۲۷)

در پی عشق دلبر زیبا
 چہ کدر کوب خورده ام کہ مپرس
 اُس خوبصورت دل رُبا و دلبر کی محبت میں کس قدر چوٹ
 کھائی ہے مت پوچھو.....

(۲۸)

من و چون من ہزار در کولیش
 دست بستہ بیدہ ام کہ مپرس
 مت پوچھو کہ ایک میں ہی کیا اپنے جیسے ہزاروں کو اس
 کی گلی میں دست بستہ دیکھا.....

(۲۹)

ہمہ در سوز و ساز و نالہ و درد
 عجب بیدہ ام شغلی کہ مپرس
 مت پوچھو کہ سبھی کو سوز و ساز اور درد و محبت کے انوکھے
 انداز میں مست دیکھا.....

(۳۰)

سبق خواندم کنون بکتب عشق
 مفتی عشق دیدہ ام کہ مپرس
 میں نے ایسے مفتی عشق کو دیکھا ہے کہ مت پوچھو،
 (ایسا لگتا ہے) ابھی تک مکتب عشق میں پڑھتا
 ہوں.....

(۳۱)

ہر کہ طفلی بیدہ این مکتب
 جائی دیگر ندیدہ ام کہ مپرس
 جس طالب (حق) نے بھی اس مکتب کو دیکھ لیا وہ پھر
 کہیں اور نہیں دیکھتا.....

(۳۲)

ہر کہ مرغی چشید ان انجیر
 غیر ز اینجا ندیدہ ام کہ مپرس
 مت پوچھو کہ جس پرندے نے بھی اس انجیر کو چکھا اس
 کو یہاں کے سوا اور کہیں نہ پایا.....

(۳۳)

غلغل لا الہ الا اللہ

ہر طرفہا شنیدہ ام کہ میرس

میں کیا بتاؤں کہ وہاں تو ہر طرف لا الہ الا اللہ کی
صدائیں ہی سنی ہیں.....

(۳۴)

از جنوب و شمال شرق غروب

نور حق را بدیدہ ام کہ میرس

مت پوچھو کہ شمال تا جنوب اور مشرق سے مغرب تک
نور حق ہی دیکھا.....

(۳۵)

لن ترانی کجا است ای یاران

و ہو معکم بدیدہ ام کہ میرس

مت پوچھو اے دوستو کہ ”لن ترانی“ کہاں ہے میں
نے تو وہاں ”وہو معکم“ کو دیکھا ہے.....

(۳۶)

طور سینا شدہ چو سینہ من
او کلامی شنیدہ ام کہ مپرس

جو کلام میں نے سنا ہے، مت پوچھو اس سے میرا سینہ
طور سینا کی مثل کیوں نہ ہو.....

(۳۷)

نغمہ ہائی نخت من الروجی
از کلامش شنیدہ ام کہ مپرس

مت پوچھو کہ اس کے کلام کی بدولت میں نے ناز و
انداز کے نعمات سنے ہیں.....

(۳۸)

نقشبند باسم الا اللہ
مرشد پاک دیدہ ام کہ مپرس

اسم الا اللہ کے ساتھ نقشبند کا ایسا مرشد دیکھا کہ مت
پوچھو.....

بہرہ اولی دیدہ اولی الابصار

وہ چہ نوری بدیدہ ام کہ میرس

مت پوچھو کہ سبحان اللہ ایسا نور میں نے دیکھا ہے کہ

آنکھوں کے لیے ”اولی الابصار“ کا سرمہ.....

شہرہ حسن اوست در ہمہ ملک

وہ چہ شاہد گزیدہ ام کہ میرس

مت پوچھو کہ میں نے اس محبوب کا انتخاب کیا ہے جس

کے حسن ولایت کا چرچا ہر سو ہے.....

حسن افزائی و روی مطلع فجر

وہ چہ شمس بدیدہ ام کہ میرس

جس کا چہرہ طلوع فجر کی مانند ہے واہ! مت پوچھو کہ میں

نے کیسا شمس معرفت دیکھا ہے.....

(۲۲)

شاہبازِ مقامِ او ادنیٰ
 وہ چہ عتقا گزیدہ ام کہ پرس
 واہ میں نے کیسا نادر و کیاب محبوب چنا ہے مت پوچھو
 کہ اس کی پرواز کے آگے شاہباز کچھ نہیں.....

(۲۳)

مومیائی وہ شکستہ دلان
 وہ طبیبی کہ گزیدہ ام کہ پرس
 سبحان اللہ! میں نے کیسے طبیب کا انتخاب کیا ہے مت
 پوچھو! جو ٹوٹے ہوئے دلوں کے لیے مومیا (ایک دوا جو
 زخموں کے لیے مفید ہوتی ہے) کا درجہ رکھتا ہے.....

(۲۴)

مسند آرائی کارگاہِ الست
 وہ چہ غوثی گزیدہ ام کہ پرس
 میں نے کیسا غوث انتخاب کیا ہے، مت پوچھو کہ جو
 کارخانہ قدرت کو زینت بخشے والا ہے.....

(۲۵)

پُر کن کاسہ تھی دستان

وہ چہ شاہی گزیدہ کہ میرس

مت پوچھو کہ میں نے ایسا بادشاہ پالیا ہے جو تنگ
دستوں کی جھولیاں بھر دیتا ہے.....

(۲۶)

نقشبند نگار خانہ دل

وہ چہ شخی گزیدہ ام کہ میرس

مت پوچھو کہ میں نے ایسا شیخ کامل پالیا جو دلوں کو (یاد
الہی) سے سجانے والا ہے.....

(۲۷)

زینت افزائی باغ عالم انس

وہ چہ خواجہ گزیدہ ام کہ میرس

مت پوچھو! میں نے ایسا خواجہ چن لیا جو باغ
انس و محبت کی زینت کو دو بالا کرنے والا ہے.....

(۳۸)

نکتہ معرفت ز گلشن راز

وہ چہ رہبر گزیدہ ام کہ میرس

جو گلشن راز اور معرفت کا نکتہ داں ہو، منت پوچھو میں نے

ایسے ہی رہبر کا انتخاب کیا ہے.....

(۳۹)

طوی نور باغ مصطفوی

گل حسنین دیدہ ام کہ میرس

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری خاندان سے ہو،

منت پوچھو ایسا گل حسنین میں نے دیکھا ہے.....

(۵۰)

عندلیب ز باغ مرتضوی

جگر زہرہ دیدہ ام کہ میرس

منت پوچھو کہ بلبل باغ علی اور فاطمہ زہرہ کے جگر گوشہ کو

میں نے دیکھا ہے..... (رضی اللہ عنہما)

(۵۱)

نونہال ز گلشن احمد
 جان معصوم دیدہ ام کہ مپرس
 جو گلشن احمد کی کلی ہے، مت پوچھو ایسی معصوم ہستی کو میں
 نے دیکھا ہے.....

(۵۲)

موردِ نص آیتِ تطہیر
 قطبِ کامل گزیدہ کہ مپرس
 مت پوچھو ایسا قطبِ کامل میں نے چنا ہے جو آیتِ تطہیر
 کی علامت ہے.....

(۵۳)

آیتِ از نصوص خالق پاک
 مصحفِ نو گزیدہ ام کہ مپرس
 جو خالق کائنات کی واضح نشانی ہے، مت پوچھو ایسی
 ذاتِ صحیفہ کا میں نے انتخاب کیا ہے.....

(۵۴)

پیشوائی صفوف عالم پاک
 شبلی وقت دیدہ ام کہ مپرس
 جواہل علم کا پیشوا ہو مت پوچھو ایسا شبلی وقت میں نے
 دیکھا ہے.....

(۵۵)

گوہری از فصوص حکمت حق
 محی دین بدیدہ ام کہ مپرس
 جو رب تعالیٰ کی حکمت کے موتیوں میں ایک نایاب
 گوہر ہے مت پوچھو ایسا محی دین میں نے دیکھا ہے.....

(۵۶)

زلف آرائی مسند لولاک
 وہ چہ پیری گزیدہ ام کہ مپرس
 کیسا پیر (کابل) میں نے پایا ہے، مت پوچھو! جو مسند
 لولاک کے قریب اور اس کی زینت ہے.....

(۵۷)

از نگاہش پرندہ شدت باریند
 این تماشا بدیدہ ام کہ مپرس
 اس کی نگاہ پڑنے سے تم جیسے بھی پرواز کرنے لگے مت
 پوچھو ایسا تماشا میں نے دیکھا ہے.....

(۵۸)

از نگاہش سعید کشت شقی
 این عجائب بدیدہ ام کہ مپرس
 مت پوچھو میں نے ایسے عجائبات دیکھے کہ اس کی نظر
 پڑ جانے سے شقی لوگ باسعادت بن گئے.....

(۵۹)

مرہم ریش ہائی خستہ دلان
 وہ چہ معجون دیدہ ام کہ مپرس
 مت پوچھو میں نے ایسی شفا دینے والی ذات کو دیکھا
 جو زخمی دلوں کا مرہم ہے.....

قرب اوست برتر و بالا
 شہسوار می گزیدہ ام کہ میرس
 مت پوچھو میں نے ایسے شہسوار (ولایت) کو چنا ہے
 کہ ہر پست و بلند مقام کو اس کا قرب حاصل ہے.....

بحر بخشائیش چہ می گوئم
 بیچ کانی ندیدہ ام کہ میرس
 میں کیا بتاؤ کہ وہ عنایات و کرم نوازی کا ایسا سمندر ہے
 کہ میں نے اس سا صاحب معدن نہیں دیکھا.....

کیسہ دارم تہی و کاسہ پر
 چونکہ موجش شنیدہ ام کہ میرس
 مت پوچھو کہ میری (خواہشوں کی) تھیلی خالی اور کاسہ
 بھرا ہوا ہے کیونکہ میں نے اس کی (معرفت کی)
 موجوں کی آواز سنی ہے.....

(۶۳)

سجدہ کروم بعد نیاز آنجا

مسجدِ خوب دیدہ ام کہ میرس

میں نے اتنی خوب صورت مسجد دیکھی کہ مت پوچھو اور

وہاں سعادت کے ساتھ سجدہ کر لیا.....

(۶۴)

کہ تو خواہی شرابِ وحدت را

در خمش ہائی دیدہ ام کہ میرس

اگر تو شربتِ وحدت کا جام چاہتا ہے (تو آ) اس کے

ساغر کو میں دیکھ چکا ہوں، مت پوچھو!

(۶۵)

بعد تک و دو کہ کردہ ام شب و روز

بمکانی رسیدہ ام کہ میرس

مت پوچھو کہ شب و روز کی بھاگ دوڑ اور جستجو کے بعد

میں ایسے مقام (قرب) پر پہنچا ہوں.....

(۶۶)

درپی عشقِ دوستانِ سلیم
 یک جہانی بیدیدہ ام کہ مپرس
 طبع سلیم رکھنے والے احباب کی محبت میں ایک جہان
 (نو) دیکھ چکا ہوں.....

(۶۷)

بذر طریقِ ادب - تواضع و عجز
 بمقامی رسیدہ ام کہ مپرس
 کیا بتاؤں کہ عجز و انکساری اور تواضع و ادب کے
 ذریعے ہی میں اس منزل تک پہنچا ہوں.....

(۶۸)

من بوقتِ سحر ز ہاتفِ غیب
 مژدہ ہائی شنیدہ ام کہ مپرس
 میں نے بوقتِ سحر ہاتفِ غیبی سے ایسی ایسی خوش
 خبریاں سنی ہیں کہ مت پوچھو.....

(۶۹)

دوش با گوش خود ز پیرمغان
پس بشارت شنیدہ ام کہ مپرس

کیا بتاؤں کہ میں نے پیر مخدوم سے خود اپنے کانوں
سے بہت ساری بشارتیں سنی ہیں۔

(۷۰)

آنچہ درمن بریخت از اسرار
از دل خود شنیدہ ام کہ مپرس

اسرار و رموز کے ذریعے جو کچھ میرے دل میں ڈالا گیا
مت پوچھو کہ میرے دل میں بھی وہی تھا.....

(۷۱)

گرنویسم ز شرح او طومار
شمہ زانچہ دیدہ ام کہ مپرس

میں نے جس طرح اس شمع (معرفت) کو دیکھا ہے اگر
اس کی شرح لکھوں تو مت پوچھو کہ ایک ضخیم کتاب تیار
ہو جائے.....

(۷۲)

میکشایم نقاب دریچہ ولیک
 حاسدانرا بدیدہ ام کہ مپرس
 اگر میں چاہوں تو اس کے مقامات سے پردہ اٹھا دوں
 مگر میں نے ایسے حاسدوں کو دیکھا ہے کہ مت
 پوچھو.....

(۷۳)

مہر کردم بکنج آن اسرار
 مستمع را شنیدہ ام کہ مپرس
 میں کیا بتاؤں کہ جس نے کان لگا کر ان کی بات کو سنا وہ
 آہستہ آہستہ عرفان کا ماہر ہو گیا.....

(۷۴)

با تو گویم از ان ولیکہ
 ہنوز چشم بد را بدیدہ ام کہ مپرس
 میں چاہوں تو تمہیں ان اسرار کے متعلق بتا دوں لیکن
 میں بڑی نگاہوں کو دیکھتا ہوں.....

(۷۵)

گرچہ ہستم ز معصیت پر بار
 حکم لا تقنطو شنیدہ ام کہ میرس
 اگرچہ میرے گناہوں کا بوجھ بہت بھاری ہے لیکن
 ”حکم لا تقنطو“ کو میں نے سنا ہے.....

(۷۶)

گرچہ دارم گنہ ز سر تا پا
 ز مغفرت را شنیدہ ام کہ میرس
 اگرچہ میں سر سے پاؤں تک گنہ گار ہوں لیکن میں نے
 مغفرت کے بارے میں بھی سنا ہے.....

(۷۷)

دستگیرا تو دستگیری کن
 یار یاری بدیدہ ام کہ میرس
 اے مدد فرمانے والے اب تو میری مدد کر، مت پوچھ کہ
 تیرے دوستوں کو میں نے دیکھ لیا.....

(۷۸)

گر بگویم ز وصف تو صد سال
 انتہائی ندیدہ ام کہ مپرس
 اگر تیرے اوصاف و کمالات کو سو سال تک بیان کروں
 مت پوچھ تو بھی ختم نہ ہوں.....

(۷۹)

بر سر جہیہ تو بنشتہ زر
 این دو مصراع دیدہ ام کہ مپرس
 تیری پیشانی پر یہ دو مصرعے سونے سے لکھے ہوئے
 دیکھے ہیں کیا بتاؤں، مت پوچھ.....

(۸۰)

ہر کہ دید این مقام عنبر بار
 حب و طنش ندیدہ ام کہ مپرس
 کیا بتاؤں جس کسی نے اس مقام عنبر بار کو دیکھ لیا اس
 میں پھر کبھی حب و طنش میں نے نہیں دیکھی.....

(۸۱)

مولوی بس کن ولامت وزجر
سبق عشق نخواندہ ام کہ مپرس
کیا بتاؤں مولوی بس کرتیرے لیے ملامت ہے کیونکہ
تو نے عشق کے سبق کے علاوہ کچھ نہ پڑھا.....

(۸۲)

در دل صاف شیشہ مرشد
نور احمد ہر بدیدہ ام کہ مپرس
مت پوچھو کہ میں نے مرشد کریم کے قلب اطہر میں
نور احمد کو دیکھا ہے.....

(۸۳)

در ہوائی وصال نور احمد
چہ مشقت کشیدہ ام کہ مپرس
مت پوچھو کہ نور احمدی کی تمنا میں کیسی کیسی مشکلات ہی
ہیں.....

(۸۴)

این غزل راز وحی علم غیب
 نصف امشب شنیدہ ام کہ میرس
 مت پوچھو کہ اس قصیدے کو میں نے آج رات ہاتھ
 غیبی سے سنا ہے.....

(۸۵)

این قصیدہ ہر انچہ بنو شتم
 ہج افزون نگفتہ ام کہ میرس
 اس قصیدے میں جو کچھ بھی میں نے لکھا ہے مت پوچھو
 کہ اس میں ذرا سا بھی مبالغہ نہیں.....

(۸۶)

این نہ شعرست از خراف چند
 بلکہ از حق شنیدہ ام کہ میرس
 یہ قصیدہ یونہی فضول اشعار نہیں مت پوچھو کہ ان کو حق
 سے میں نے سنا ہے.....

(۸۷)

با قلم زر بلوچ دل بنویس
 مثل این را ندیدہ ام کہ مپرس
 کیا بتاؤں کہ سونے کے قلم سے دل کی لوح پر تحریر
 کر کیوں کہ میں نے اس جیسا (قصیدہ) نہیں
 دیکھا.....

(۸۸)

در دل صدق ورد کن شب و روز
 زو عجائب شنیدہ ام کہ مپرس
 دن رات صدق دل سے اسے ورد کر کیونکہ اس کے
 بارے میں جو عجائبات میں نے سنے ہیں، مت
 پوچھ.....

(۸۹)

لیک باید کہ در عمل آری
 حال بیعمل دیدہ ام کہ مپرس
 اس پر عمل کرو کیونکہ بے عمل لوگوں کا جو حال ہے میں
 نے دیکھا ہے مت پوچھو!.....

☆.....☆.....☆

کتابیات



- (۱) قرآن کریم (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن) لاہور
- (۲) اقبال احمد اختر قادری، مفتی اعظم، مطبوعہ کراچی
- (۳) امام علی شاہ مکان شریفی، سید مکتوبات قطب ربانی (فارسی) مرتبہ، محمد فضل نعیم، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء
- (۴) جاوید اقبال مظہری، عطائے ربانی، کراچی
- (۵) جہانگیر اللغات، لاہور
- (۶) فیروز الدین رازی، پروفیسر، فرہنگ نامہ جدید (فارسی) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء
- (۷) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، ماہ و انجم، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء
- (۸) محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر، تذکرہ مظہر مسعود، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۹ء
- (۹) محمد رفیع، مولانا، فرہنگ فارسی، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۰ء
- (۱۰) محمد ظفر اللہ خاں، شجرۃ انساب پیران طریقہ نقشبندیہ مجددیہ (خاندان جناب سید امام علی شاہ) مطبوعہ مطبع آئینہ سکندری ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء بحوالہ ماہ و انجم
- (۱۱) مرآة المحققین (قلمی حاشیہ) مکتوبہ مولانا منظور احمد مکان شریفی، مطبوعہ لاہور ص ۴۰
- (۱۲) نورا احمد تخت ہزاری، مولانا، آیات القیومیہ (قلمی مخطوط) ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء
مخزونہ، کتب خانہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی

از جمله دانسته که این مجرب تفسیر بنام کتاب آیات عجیبه ازین نوع ضمیمه حضرت مرد دنیا علی بن عبد الله و سید محمد
 در حال زنده بود و در وقت هجرت با تمام سید و مقصد و بیان بتمام ایام
 در چند که جمع این آیات حقیقه است سررا کم ز یک کوریت نایاب در دست یافتند و چون گفت از مشکوٰه نبوت
 و مردی است از دیده ولایت کار از کثر قبیل از این است و غلیل است که است بخت نبود لیکن برکت ذکر اخلاق
 و بیان مقامات و احوال کرم نمانی که نفیج صدق راه با دیده طلب راه رسیده اند و در طلب طلب طلب است
 در کار جوانی در گمانی در مانده اند و بی بکنه مطلوب برده اند این دوست سنی و نیت سنی حاصل شده است که
 این آیات قیوم است با اولی که است قیوم العالم حضرت خواجه دام علیه که نزد صحنه بی سلفی حداد یافته بر ما وطن
 و سرارت عشق کرده چون این کنگار در نشان او در کار بجهت سرور دین دنیا و موت طایفه عابد
 من لکان طری بطن سرکات است العین بر نشان سج و سبلی می نند دست صدق و ارادت بر امامان مرحمت ترمان جمع است
 خواجه کان عابدش نغشندید با قدره قدر سر است سار زده چندین اوقات خود را بدی ای اینک از علم که پرورده و از جانب
 عفت بر داشته است از اصل نافع صرف نموده کتاب القویه جمع نوزده برین امید تا شاید بمصروفه الموضع
 نوزده زمره و داستان در میان عشق کرده اند بظفت غم خویش و آنچه در میان آن الحد مدرب العالمین و علی است که
 علی غیر خلقه بود که و احبابه ایمن تسلیم کرد که است

(عکس مخطوطه آیات القیومیه)

ادارہ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ مسعودیہ، ۲/۶، ای ناظم آباد، کراچی۔ فون 92-21-6614747

۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز۔ ضیاء منزل (شوگن مینشن) آف محمد بن قاسم

روڈ، کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ محمد عارف و عبدالرشید مسعودی۔ اسٹاکسٹ ادارہ مسعودیہ کراچی

شاپ نمبر B-2 سرچج منزل امام بارگاہ اسٹریٹ نزد کچھی میمن مسجد بالمقابل گل ف

ہوٹل صدر کراچی، پاکستان۔ فون نمبر: 21-5217281

موبائل: 0320-5032405

۴۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی، فرقان آباد،

کراچی نمبر ۵، فون: 4910584-4926110

۵۔ ضیاء القرآن۔ 14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2630411-2210212

۶۔ فرید بک اسٹال، ۳۸۔ اردو بازار لاہور، فون نمبر۔ 042 224899

۷۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم۔

کڈہالہ (مجاہدہ آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

۸۔ گلوبل اسلامک مشن 355 والٹ اسٹریٹ سویٹ ۲ یونکرس، نیویارک 701، 1،

P.O.Box:1515 ٹیلیفون: 709-1705 (914) فیکس: 709-1593 (914)

۹۔ جناب منیر حسین مسعودی، 46 ہولی لین، سمیتھوک، ویسٹ ڈیلینڈز JD 7، B،

انگلینڈ، U.K۔

یادگارِ محید و مثال



مترجمین
ابوالسود محمد سرور احمد
جاوید اقبال مظہری

۵۰۶/۲ ای، ناظم آباد کراچی ۷۵
ادارہ مسعودیہ

محال



پروفیسر ڈاکٹر محمد سواتر

ادارہ مسعودیہ
۵۰۶/۲ ای، ناظم آباد کراچی ۷۵



مکالمات



پروفیسر ڈاکٹر محمد سواتر

ادارہ مسعودیہ
۵۰۶/۲ ای، ناظم آباد کراچی ۷۵

حضرت مسعود ملت انکارِ علیہ

از
سواتر ڈاکٹر محمد سواتر

ادارہ مسعودیہ
۵۰۶/۲ ای، ناظم آباد کراچی ۷۵

IDARA-I-MAS'UDIA KARACHI
Islamic Republic Of Pakistan